پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف خرم
رئیس کلیہ تعلیمات وفاقی اُردو یونیورسٹی
ڈاکٹر کمال حیدر، صدر شعبہ تعلیمات
رابعہ اشرف
لیکچرار معاہداتی، شعبہ تعلیمات
وفاقی اُردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس کراچی

پاکستان میں انگریزی زبان بطور ذریعۂ تعلیم اس کے محرکات و اثرات

ENGLISH LANGUAGE AS A MEDIUM OF INSTRUCTION IN PAKISTAN AND ITS EFFECTS

Abstract:

Medium of instruction has been an issues since the beginning of Pakistan. Education Should have been the medium to educate people as per saying the Quaid-e-Azam and as well as the basis of "Two Nation Theory". It was the bad luck of our Nation that English language was given preference on our national language. It was a directly reason of the downfall of on national language. It is understood that English is a global language but one should know that it does not match with our culture values. The biggest problem is that it is a secondary language and being not the native speaker of this language a lot of time is wasted in translation. One question is arises that why this language has become that much important than Urdu language has become the source of given education to our young birds. There are several theories which tell us that the basic education should be in native language. This has also divided our nation into two different parts. One English medium and the other hand is Urdu medium and both groups of people are disconnected from each other. Through this, our society has become imbalance. If we sum up our discussion, we can easily say that English has badly spoiled the teaching and learning process of education of our society.

تعارف:

طالب علم کیلئے ذریعۂ تعلیم کی اہمیت ایسی ہے جیسی کسی عازم سفر کیلئے وسیلہ سفر کی ہوتی ہے۔ وسیلہ

سفر جتنا زیادہ عمدہ ہوتا ہے، راستہ اتنا ہی زیادہ عمدگی اور تیزی کے ساتھ طے پاتا ہے۔ اسی طرح ذریعۂ تعلیم جتنا عام فہم ہوتا ہے طالب علم اتنی ہی عمدگی کے ساتھ علم حاصل کرتا ہے اسی وجہ سے ترقی یافتہ اقوام نے خود اپنی زبانوں کو ذریعۂ تعلیم بنایا ہوا ہے بدیسی زبانوں کو نہیں(1)۔ کیونکہ اپنی زبان، بدیسی زبان کے مقابلے میں زیادہ آسان وعام فہم ہوتی ہے اسکے برعکس جن اقوام نے بدیسی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنایا ہوا ہے، ان میں سے ایک بھی ترقی یافتہ اقوام میں شمار نہیں ہوتی۔ یہاں پر اپنی زبان سے مراد وہ زبان ہے جو ملک بھر میں بولی اور سمجھی جاتی ہو، یعنی مروجہ زبان۔ اس کا مادری زبان ہونا ضروری نہیں، کیونکہ مادری زبانیں بعض اوقات تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بدلتی چلی جاتی ہیں۔ جبکہ مروجہ زبان پورے ملک کے طول وعرض کیلئے ہوتی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد وطن عزیز میں انگریزوں کے بنائے ہوئے معاشرتی ڈھانچے کو بدلنے کیلئے جن شعبوں میں اصلاح کی ضرورت تھی، ان میں تعلیم کا شعبہ بھی تھا۔ جسکی وجہ یہ تھی کہ انگریزی زبان ڈیڑھ سو سال تک ذریعۂ تعلیم رہنے کے باوجود فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکی تھی۔ انگلستان سے بیس گنا زیادہ آبادی رکھنے والے برصغیر پاک وہند میں ڈیڑھ صدی کی طویل مدت میں یہ ذریعۂ تعلیم اس پائے کے علماء وفضلاء سائنس داں اور فلسفیوں کا دسواں حصہ بھی پیدا نہ کر سکا، جس پائے کے علماء، فضلاء، سائنس داں، فلسفی اس سے کم عرصے میں اس نے انگلستان میں پیدا کئے۔ ہماری یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل طلبہ (Ph.D) انگلستان کی جامعات سے ہر سال نکلنے والوں کا سواں حصہ بھی نہیں ہوتے(2)۔ انگلستان کی یونیورسٹیوں سے ہر سال پانچ ہزار (پی۔ ایچ۔ ڈی) نکلتے ہیں اور ہماری یونیورسٹیوں سے فقط دس پندرہ۔ کسی بھی مضمون میں تصانیف، جنہیں ہم بین الاقوامی معیار پر پیش کرنے کے لائق سمجھیں، اپنی قابل لحاظ تعداد میں تخلیق نہیں ہوئیں کہ ان کی کوئی فہرست بنا سکیں۔ کوئی ایسی مایہ ناز ایجاد نہیں ہوئی، جو کہ عالمی برادری یا پھر کم از کم اہل وطن کے کام آسکے۔ سائنس کے میدان میں کوئی نئی ٹیکنالوجی، کوئی عالمی سائنسی نظریہ، کوئی نادر فلسفہ کوئی نیا سیاسی فلسفہ، کوئی نیا سیاسی نظام، کوئی نیا معاشی نظریہ، برصغیر کے فضلا نے پیش نہیں کیا، اور اگر کسی نے ان میں سے کسی میدان میں کوئی سبقت دکھائی ہے تو وہ غیر ملکی جامعات میں ان کی تعلیم کی بدولت ہے۔ کیا یہ سب ناکامیاں بدیسی ذریعۂ تعلیم کی ناکامی کی دلالت نہیں کرتیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ذریعۂ تعلیم ہماری تعلیمی پس ماندگیوں کا واحد سبب نہیں، مگر سب سے اہم سبب ضرور ہے۔ کیونکہ جہاں جہاں بدیسی زبانیں ذریعۂ تعلیم ہیں، وہاں وہاں اسی قسم کی پس ماندگیاں ہیں(3)۔ امتحانوں میں ناکامی کی شرح جتنی ہمارے ملک میں ہے، اتنی ان ملکوں میں ہرگز نہیں ہے، جہاں خود ان کی اپنی ملکی زبانیں ذریعۂ تعلیم ہیں۔ ہمارے طلبہ بدیسی زبان میں کتابوں کے اسباق اچھی طرح سے سمجھ نہیں پاتے، غرض یہ کہ ڈیڑھ سو سال کی کوشش کے باوجود انگریزی ہمارے ملک میں بول چال کی زبان نہ بن سکی اور طلبہ کیا اساتذہ بھی اس میں اظہار خیال کی مہارت حاصل نہ کر سکے۔

پاکستان میں اردو اور انگریزی زبانوں میں سے کسے اہمیت حاصل ہے

اردو دنیا کی دوسری زبانوں کی طرح ایک زبان ہے جو نامعلوم زمانے سے ترقی کرتی آئی ہے، جس میں عربی اور فارسی الفاظ بڑی تعداد میں ہیں، لیکن اردو نہ پہلے کسی ایک صوبے کی زبان تھی اور نہ آج کسی صوبے میں محدود ہے۔ صدیوں سے یہ متحدہ ہندوستان کی مقبول عام علمی و ادبی زبان رہی ہے اور تقسیم کے وقت پورے پاکستان میں پشاور سے لے کر کراچی تک اور کوئٹہ سے لیکر ڈھاکہ تک عوام میں رائج تھی (4)۔ پاکستان کے قیام کے بعد فطری طور پر یہ پاکستان کی قومی زبان قرار پائی اور ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین میں اسکو دستوری طور پر قومی زبان تسلیم کیا گیا۔ تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو اردو برصغیر پاک وہند کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے، مسلمانوں کی معاشرت، معیشت اور سیاست انکے تمدن، افکار اور خیالات ،انکے احساسات جذبات اور مفادات اور انکی مذہبی، تہذیبی اور اخلاقی اقدار و روایات کی کامیابیوں اور ناکامیوں کی آئینہ دار ہے۔ اردو پاکستانی قوم کی تہذیب و شائستگی اور تعلیم و تربیت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اسکی امنگوں اور آرزؤں کا محور ہے۔ یہ ایک ایسا مشترک آلہ ہے جو ملک و قوم کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کیلئے موثر اور کار گر ہو سکتا ہے۔ ۱۹۷۹ء سے اردو ذریعۂ تعلیم اور مقتدرہ قومی زبان کی حکمت عملی و کارکردگی اور انکے فیصلوں پر جس عزم سے عمل جاری تھا، اس میں اچانک ۱۹۸۶ء سے رخنے پڑنے شروع ہو گئے۔ انگریزی زبان کے حامی اعلیٰ سرکاری افسران اور انگریزی میڈیم اسکولوں کے مالکان اور انکی مضبوط لابی نے ملی بھگت کر کے ۱۹۸۶ء میں حکومت سے صرف یہ اجازت لی کہ جن طلبہ کو ۱۹۸۸ء میں تعلیمی پالیسی کے مطابق میٹرک یا دسویں جماعت کا امتحان بذریعہ قومی زبان اردو دینا ہے، انکو صرف دو مضامین یعنی سائنس اور ریاضی انگریزی میں بھی پڑھائے جا سکتے ہیں۔ اس کے بعد ۱۹۸۸ء میں ایک ہنگامی طور پر بلائی گئی کانفرنس میں یہ فیصلہ سنایا گیا کہ میٹرک یا دسویں جماعت کا امتحان دینے والے طلبہ کو سائنس اور ریاضی صرف انگریزی میں پڑھائی جائیگی (5) اس کے ساتھ ہی انگلش میڈیم اسکولوں کے مالکان نے اپنے تعلیمی اداروں میں دوسرے مضامین بھی انگریزی میں پڑھانے کا اختیار حاصل کر لیا۔ ان اقدامات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ انگریزی زبان کا حامی طبقہ اشرافیہ نہایت چالاکی کیساتھ قومی زبان اور ملکی یک جہتی کیساتھ سامراجی کھیل کھیل رہا ہے اب غور طلب بات یہ ہے کہ ہمیں اپنی قومی اور تہذیبی شناخت لسانی بنیادوں سے حاصل کرنا ہو گی یا برطانیہ کی غلامی سے؟ ادیب، شاعر، سائنس دان، مفکر، قومی اور دینی رہنما اپنی بات، اپنا پیغام، اپنا فن اور کمال عوام میں اپنی زبان اردو میں انجام دیں گے یا بے رنگ آقاؤں کی نقالی کرتے۔ ایسی زبان کو جسکی جڑیں ہماری تعلیمی، معاشرتی، مذہبی اور روحانی زندگی میں پیوست نہ ہوں اسے اپنی ترقی یافتہ قومی زبان پر فوقیت و فضیلت دینا کہاں تک جائز ہے۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں انگریزی ذریعۂ تعلیم ہونے کی وجہ سے طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کا بڑا حصہ انگریزی سیکھنے

میں صرف ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی آموزش یا تحقیق کے ذریعے کوئی بھی نئی ردیافت کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں لیکن اس کے باوجود انگریزی ذریعۂ تعلیم کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے(6) کیونکہ اس زبان کے ذریعے ہی سائنسی و تکنیکی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں ،بنیادی طور پر انگریزی بین الاقوامی زبان ہے اردو کو ذریعۂ تعلیم اور انگریزی کو ذیلی ذریعۂ تعلیم اختیار کیا جانا چاہیئے۔

پاکستان میں انگریزی زبان ذریعۂ تعلیم ہونی چاہیئے یا نہیں؟

انگریزی زبان دنیا کی مہذب زبانوں میں اول تحریر ہے، جدید وسائل نقل و حرکت کی وجہ سے پرانی جغرافیائی حد بندیاں ٹوٹ چکی ہیں اور روز بروز قومیں ایک دوسرے کے نزدیک آرہی ہیں۔ تجارت، صنعت و حرفت، سفر کی ضروریات، سیاسی تعلقات ان سب کی وجہ سے ہمیں ایک ایسی زبان کی ضرورت ہے جس سے ہم دوسرے ممالک سے خط و کتابت کر سکیں اور بہتر تعلقات بڑھا سکیں(7) سیاسی اور ادبی لحاظ سے انگریزی کو بے مثال وقار حاصل ہے، چونکہ ہم یہ زبان مدت سے سیکھ رہے ہیں اور ہمیں اسکی تعلیم کیلیئے بے شمار وسائل اور صلاحیتیں حاصل ہیں، لہذا اس کا بطور ثانوی زبان ہمارے لئے سیکھنا زیادہ موزوں ہوگا۔انگریزی کی بین الاقوامی حیثیت جدید سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی نیز جدید تحقیق اور طرز زندگی پر اثرانداز ہونے والے معروف فکری سانچے چونکہ ان سب تک رسائی بذریعہ انگریزی آسان ہے ،اس لئے ہم ان کے حصول کیلیئے انگریزی کو ناگزیر سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ نتیجہ نکالنا درست بھی نہیں ہے کہ انگریزی کو ہر جگہ اور ہر سطح پر یوں نافذ کیا جائے(8) جیسے ہمارے پاس کوئی دوسری زبان نہیں، ہم یہ مقاصد،اسے ثانوی زبان کا درجہ دے کر بھی حاصل کر سکتے ہیں، ملائشیا، سری لنکا اور بھارت میں یہی تجربہ کیا جارہا ہے۔انگریزی پر انحصار کی کئی اور وجو بھی ہیں جن میں سے سرفہرست یہ کہ ہماری کسی زبان میں جدید علوم کا وہ ذخیرہ دستیاب نہیں جسکی بنیاد پر ہم اعلیٰ تحقیق کی عمارت استوار کر سکیں ۔کیونکہ غیر واضح پالیسیوں کی وجہ سے اس میں اعلیٰ اور فنی تعلیم کیلیئے ضروری مواد کی کمی ہے(9) جب کہ موجودہ حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزی زبان ان تمام علوم وفنون کی زبان ہے جن کی ہمیں ترقی کیلیئے ضرورت ہے۔ پھر یہ بین الاقوامی روابط کی زبان ہے اسی کے توسط سے ہمارے طلبہ بیرونی ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں یہ ہماری لائبریریوں کی زبان ہے تحقیقی جرائد کی زبان ہے اور داخلی لسانی جھگڑوں کے ماحول میں غیر جانب دار زبان ہے یہ تمام عوامل اس کی حیثیت کو برتر رکھے ہوئے ہیں۔

پاکستان میں انگریزی زبان بطور ذریعۂ تعلیم کے عملی صورت حال

ان تمام اسباب سے یہ نتیجہ قطعی اخذ نہیں کرنا چاہیئے کہ انگریزی کو ذریعۂ تعلیم بنائے بغیر چارہ

نہیں کسی غیر ملکی زبان کو ذریعۂ تعلیم اسی صورت بنایا جاسکتا ہے جب مقامی زبانیں نہ تو لکھی جاسکتی ہوں اور نہ ان میں سے کوئی ملک بھر میں سمجھی جاتی ہو یا پھر ایسی صورت میں جب ملک میں بہت سی علاقائی زبانیں موجود ہوں اور ان کے ساتھ سیاسی تعصبات اس شدت سے وابستہ ہوں کہ قومی یکجہتی کیلئے غیر ملکی زبان کو رائج کرنا ناگزیز ہو جائے(10) فرض کریں ہمارا سائنسی علوم و ٹیکنالوجی پر انحصار ناگزیز ہے اور ان علوم و ٹیکنالوجی کے حصول کیلئے ہمارا انگریزی کے بناء گزارہ ممکن نہیں، پھر بھی اس کا یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ ایک غیر ملکی زبان پر انحصار ہی ہمیں ترقی کی منزل طے کروادے گا جبکہ علم جامد شے نہیں ہے اور نہ ٹیکنالوجی کی ترقی کی رفتار اس قدر تیز ہے کہ علوم و فنون پر دس سال بعد ترقی دوگنی ہو جاتی ہے(11) ایسے میں مختلف علوم کی تحصیل، اور پھر بے پناہ وسائل صرف کر کے انہیں غیر ملکی زبان کے توسط سے ملک کے گوشے گوشے میں پہچانا آسان کام نہیں ہے، جو قومیں اس غیر پیداواری کام میں لگی ہوئی ہیں انکی حالت قطعاً قابل رشک نہیں ہے۔ علوم و فنون مسلسل انکشافات، تجزیاتی کوششوں اور تخلیقی سوچ سے پیدا ہوتے ہیں اور تخلیقی سوچ ایسی غیر ملکی زبان میں ممکن نہیں جو ڈیڑھ صدی میں بھی یہاں جڑیں نہیں پکڑ سکی ہو اگر صرف اسی پر انحصار کرنا ہے تو اس روشنی سے پیدا ہونے والے خسارے کا حساب بھی کر لینا چاہئے۔

پاکستان میں بحیثیت ذریعۂ تعلیم قومی زبان اردو کا مقام

قومی زبان اردو کو اس وقت خاص پس منظر میں اپنا مستقبل تلاش کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمارا سیاسی ماضی جو ڈیڑھ سو سال کی غلامی سے آلودہ ہے اس میں بیرونی سامراجی حکمرانوں سے سوچی سمجھی پالیسی کے تحت انگریزی زبان کو یہاں پہلے سے رائج سرکاری اور مقامی زبانوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ اس امر کا اچھے سے جائزہ لیا جانا چاہئے کہ انگریزی کے بحیثیت ذریعۂ تعلیم کے سو سالہ تجربے نے ہمیں کیا دیا اور ہم نے کیا کھو دیا؟ یہ سب جائزے تعاصب سے ہٹ کر لینا چاہئے۔

اردو جو ہماری قومی زبان ہے، سرکاری، قومی اور رابطے کی زبان کی حیثیت سے فطری مقام صرف اور صرف اردو کو حاصل ہے، انگریزی بطور ورثہ کے طور پر تو قبول کی گئی ہے، لیکن اس کا ایسا یہ فطری مقام کبھی تسلیم نہیں کیا گیا ہے، وقتاً فوقتاً دستوری زبان سے بھی اردو کی بطور قومی زبان اس حیثیت کا اعتراف کیا گیا(12) لیکن اس کے مطلوبہ تقاضے کبھی بھی پورے نہیں کئے گئے اس کی راہ میں اگر کچھ تعصبات کچھ سیاسی مفادات یا مفاد پرست طبقات ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ان کو نمایاں کریں اور قوم کو اس بارے میں بتانا چاہئے اس مراعات یافتہ طبقے کی طرف سے قائم شدہ ذاتی مفادات اور رکاوٹوں کو دور کئے بغیر قومی زبان کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا جا سکتا(13) اگر قومی زبان اردو کو ذریعۂ تعلیم بنانے میں کوئی ایسی مشکلات و

نقصانات ہیں جن کے اظہار کی جرات ہماری سیاسی قیادت کو حاصل نہیں ہو سکی ہے تو ہمیں ان رکاوٹوں کو عبور کر لینا چاہئے اور منافقت کی پالیسی اختیار کئے بناء کھل کر بات کو سامنے لانا چاہیئے۔

کیا اردو میں ذریعۂ تعلیم بننے کی صلاحیت ہے

جہاں تک اردو کے ذریعۂ تعلیم ہونے کی بات ہے معترفین کا یہ نظریہ ہے کہ ابھی اردو میں ذریعۂ تعلیم بننے کی صلاحیت موجود نہیں ہے اور نہ ہی بین الاقوامی زبانوں کے ہم پلہ ہے یہ اس نظریہ کو کسی صورت بھی قبول نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ اردو زبان اپنی ہمہ گیری و وسعت کے سبب ذریعۂ تعلیم بننے کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے ۲۲ اپریل ۱۹۵۰ء کو بزم اقبال کراچی کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا ''وہ زبان جو قرآن پاک اور آسمانی صحیفوں کا ترجمہ کر سکتی ہے جو علم و فن کے موضوعات پر بحث کر سکتی ہے جو غالب، سرسید، حالی اور اقبال کے خیالات و جذبات کو ادا کر سکتی ہے وہ دفتروں کے معمولی مسائل کے مطالب میں ادا نہیں کر سکتی جو اس سے انکار کرتا ہے وہ قومی زبان کی توہین کرتا ہے یاد رکھیئے ہم نے اس کی قدر نہ کی اس کو وہ درجہ نہ دیا جس کی وہ مستحق ہے تو پاکستان کے استحکام میں خلل واقع ہو جائے گا''(14)

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح ہے کہ ذریعۂ تعلیم بننے کیلئے اردو زبان میں پوری صلاحیت موجود ہے عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن اس کی روشن مثال ہے اور موجودہ دور میں بابائے اردو کے خواب جس کی تعبیر وفاقی اردو یونیورسٹی کی شکل میں ملی ہے جہاں ذریعۂ تعلیم اردو ہے۔ اردو کے ذریعۂ تعلیم کی بات ہے تو پاکستان کے کئی دیگر ایسے ادارے ہیں جنہوں نے انگریزی، فرانسیسی اور جرمن اصلاحات کے اردو ترجمے کر دیئے ہیں ان میں اردو سائنس بورڈ مقتدرہ قومی زبان پیش پیش ہیں جنہوں نے سائنسی علوم کو اردو جامعہ پہنایا ہے(15)۔

اس پس منظر میں اردو کا دامن نہ صرف وسیع ہوا ہے بلکہ تاحال جاری ہے البتہ اس کا چلن عام کرنے کی ضرورت ہے اور ایسا صرف نصاب سازی کے ادارے ہی کر سکتے ہیں جو ایسے ماہرین تعلیم سے کتابیں لکھوائیں جو اس کام کیلئے مناسب بھی ہوں اور ذہنی آمادگی بھی رکھتے ہوں یہ کام خالصتاً قومی جذبے کے تحت ہی کیا جا سکتا ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کیا اردو زبان میں اس وقت اتنی وسعت اور صلاحیت ہے کہ اسے انگریزی کی جگہ ذریعۂ تعلیم قرار دیا جائے گا؟ اس کا جواب صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ جب بھی کسی زبان کو اعلیٰ مقاصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے تو اس میں از خود بتدریج مطلوبہ صلاحتیں پیدا ہو جاتیں ہیں۔ دنیا کی کوئی بھی زبان خود بہ خود ترقی نہیں کرتی ہے بلکہ جب اسے اعلیٰ مطالب کیلئے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کی وسعت، گہرائی اور لطافت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

پاکستان میں انگریزی کو متبادل ذریعۂ تعلیم کے طور پر کیوں اختیار کیا گیا ہے

پچھلے سو سال کے محدود عرصے میں ہماری زبان و ادب نے جو ارتقائی منازل طے کئے ہیں۔ آج سے سو سال پہلے ہمارے ہاں نثر قریباً محدود تھی، ہماری زبان محض جذبات کی زبان تھی اور اگرچہ شعرا کی کاوشوں نے اس میں لچک اور روانی پیدا کر دی تھی لیکن غزل کے طلسمی دائرے کے باہر اس کی گری کام نہ آسکی تھی علمی مضامین اور ٹھوس واقعات کے اظہار کی اس میں عملاً سکت نہ تھی، اگر ہماری شاعری غزل سے نکل کر زندگی کے بیشتر شعبوں پر حاوی ہو گئی، اگر ہمارے ادب میں افادی نثر کا آغاز وارتقاء عمل میں آیا اور فن تنقید، ناول اور اس کے بعد افسانے نے ترقی کی اور صحافت نے جنم لیا، تو اسے انگریزی ہی کا فیضان سمجھنا چاہیے۔

ہماری زبان نے انگریزی زبان کے ہزاروں لفظ، محاورے جملے، اور ترکیب اپنے اندر جذب کر لی ہیں تعلیم یافتہ افراد انہیں بے تکان استعمال کرتے ہیں اور انہیں یہ تک خیال نہیں گزرتا کہ یہ سب کے سب غیر ملکی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ انگریزی آج تمام علوم جدیدہ کی کلید ہے اور صرف اسی کی بدولت یورپ کے علوم، ادبی تحریکات، اور جدید ترین علمی انکشافات ہم تک پہنچ سکتے ہیں اور پہنچ رہے ہیں اس تعلق کو قطع کر دیں تو ہم پر پھر وہی بے حسی، وہی جمود طاری ہو جائے گا، جس سے محض انگریزی زبان کی بدولت ہمیں نجات ملی ہے۔(16) صرف یہی نہیں بلکہ وہ لوگ جو انگریزی کو غلامی کے مترادف خیال کرتے ہیں، یہ حقیقت فراموش کئے ہوئے ہیں کہ آزادی کیلئے جدوجہد کا آغاز اور اس میں کامیابی کا سہرا انہیں لوگوں کے سر ہے جنہوں نے پہلے پہل انگریزی تعلیم حاصل کی اور اپنی ان کی کوششوں سے نہ صرف سیاسیات میں قوم کی رہنمائی کی، بلکہ ان تمام مذہبی بدعتوں اور بدعنوائیوں سے بھی نجات دلائی جنکے مہلک اثرات سے ہمارے ذہنی اور روحانی قویٰ مضمحل ہو رہے تھے اگر انگریزی تعلیم نہ ہوتی تو نہ صرف یہ سیاسی اعتبار سے بلکہ ذہنی طور پر بھی غلام ہوتے۔

ریاستی فلسفے کے تحت قومی زبان بطور ذریعۂ تعلیم کی اہمیت وافادیت کے مختلف پہلو

1. اردو کو بحیثیت ذریعۂ تعلیم رائج کر کے طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔
2. قومی زبان اردو کو بطور ذریعۂ تعلیم رائج کرنے سے قومی تشخیص کو فروغ مل سکتا ہے۔
3. تدریسی عمل کو زیادہ افادی بنانے کیلئے اردو کو ذریعۂ تعلیم بنا کر مطلوبہ مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔
4. اردو کو ذریعۂ تعلیم کے طور پر اپنانے سے تعلیمی عمل میں موجودہ طبقہ واریتی رجحانات ختم کر سکتے ہیں۔
5. علمی و ثقافتی ورثے کی آئندہ نسل میں ترسیل کیلئے قومی زبان اردو کو ذریعۂ تعلیم ہونا چاہیئے۔

6. قومی سطح پر سماجی بین العمل کیلئے اردو ذریعۂ تعلیم سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔
7. بحیثیت ذریعۂ تعلیم قومی زبان اردو کو عملاً نافذ کر کے طلبہ میں قومی فکر اور تنقیدی شعور پیدا کیا جا سکتا ہے۔
8. اردو کو ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے سے طلبہ کی اظہاری اور آموزشی استعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔
9. اردو کو ذریعۂ تعلیم بنانے سے شرح خواندگی میں اضافہ ممکن ہے۔
10. قومی ترقی میں بطور ذریعۂ تعلیم قومی زبان کا کردار رہبر ہو سکتا ہے۔
11. قومی زبان قومیت کا تصور پیدا کرنے کا طاقتور وسیلہ ہے یہ قومی حمیت کی علامت ہے اور قومی پرچم اور ترانے اور ہیروز کی طرح قومی افتخار پیدا کرتی ہے۔
12. اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ اور عوام کے ایک ہی زبان استعمال کرنے سے طبقہ بندی ختم ہوتی ہے۔
13. غیر ملکی زبان میں تعلیم حاصل کرنے سے طلبہ پر بے جا بوجھ پڑتا ہے اور وہ رٹنے پر مجبور ہوتے ہیں اور اپنا بہت سا قیمتی وقت غیر ملکی زبان سیکھنے پر صرف کر دیتے ہیں۔
14. مختلف مضامین اور علوم کے بارے میں قومی زبان میں لٹریچر عام آدمی کی سمجھ میں بھی آ سکتا ہے۔

پاکستا میں انگریزی زبان بطور ذریعۂ تعلیم اس کے مضمرات

پاکستان میں انگریزی زبان بطور ذریعۂ تعلیم اس کے یہ مضرات ہو سکتے ہیں۔

1) ابتدائی تعلیم کیلئے غیر ملکی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانا غیر دانشمندانہ بات ہے یہ جدید لسانی تحقیق کے مستند مفرضوں کی نفی ہے۔
2) ساری قوم کا یکساں تعلیمی مواقع پر حق ہے اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب اپنی زبان یا زبانوں پر انحصار کیا جائے۔
3) قومی یکجہتی ایک عظیم مقصد ہے اس کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ محض دو ڈھائی فیصد لوگوں کی خوشنودی اور فکری ہم آہنگی کی خاطر ایک غیر زبان پر مکمل انحصار کی پالیسی نہ اپنائی جائے۔
4) انگریزی کو ثقافتی طبقہ بندی کیلئے نہ استعمال کیا جائے بلکہ اس کی حیثیت عملی قومی ضرورتوں کا تجزیہ کر کے متعین کی جائے۔
5) انگریزی کو درآمدی فکری بالادستی کا وسیلہ بنا کر اسے ترقی کا راز نہ سمجھا جائے، غیر ملکی زبان کی تحصیل کو فکری اور ثقافتی تقریب کیلئے استعمال کرنے سے اپنا نظام اقدار تباہ ہوتا ہے۔ جس کے نتائج، انتشار اور شکست کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔
6) انگریزی سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہم ترین زبان ہے یہ بین الاقوامی سطح پر رابطہ کیلئے ناگزیز ہے اس لئے اسے ثانوی زبان کے طور پر ضرور پڑھانا جانا چاہیئے لیکن ہر سطح پر اس کو لازم قرار دینے

سے تعلیمی توسیع کا عمل رک جاتا ہے۔

انگریزی چونکہ جدید ترین علوم کی زبان ہے اور اس کی حیثیت بھی ایک بین الاقوامی زبان کی ہے، اس لئے ہمیں اسے رہبر سمجھتے ہوئے وسیع پیمانے پر پڑھانا چاہ کہ نیز اپنی زبانوں کی علمی کم مائیگی کے سبب اسے کم از کم اعلیٰ سطح پر ذریعۂ تعلیم بنائے رکھنا چاہئے اگر اس نقط نظر کا بطور تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ دو مختلف زبانوں کو باہم ملانے کی کوشش کی جاتی ہے بلاشبہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس وقت سائنس، ٹیکنالوجی اور تحقیق کے میدان میں انگریزی تمام دوسری زبانوں پر فوقیت رکھتی ہے کیونکہ دیگر زبانوں کے برعکس یہ صنعتی اور سائنسی لحاظ سے کئی انتہائی ترقی یافتہ ملکوں مثلاً امریکہ، برطانیہ، کینیڈا کی زبان ہے(17) لیکن اس حقیقت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ انگریزی کو ہر سطح پر ذریعۂ تعلیم بنایا جائے غلط ہے اول تو یہ ویسے ہی ناممکن ہے ہمارے پاس تو کالجوں اور یونیورسیٹوں کیلئے اعلیٰ درجے کے اساتذہ دستیاب نہیں پھر ہزاروں اسکولوں میں کہاں سے آئیں گے دوسرے بنیادی معلومات کے لئے جو اپنی زبانوں میں باآسانی بتائی جاسکتی ہیں انگریزی نافذ کرنا اس مسلمہ نفسیاتی لسانیات کے اصول کے منافی ہے جس کی رو سے بچے کی ذہنی نشو نما میں اس کا ابتدائی لسانی اور ثقافتی ماحول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ماضی میں انگریزی کے سلسلے میں ایک بات تواتر کیساتھ کی گئی ہے۔یعنی انگریزی ذریعۂ تعلیم کے سبب طلبہ میں سوچنے پرکھنے اور تنقیدی نقط نگاہ اپنانے کے بجائے نصاب کو رٹ لینے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔انگریزی زبان کے علمی اور ثقافتی وقار کی آڑ میں ایسے کاروبار کو فروغ حاصل ہو رہا ہے جس نے ہمارے قومی تعلیمی ڈھانچے کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔پرائیوٹ اسکولوں کی سرپرستی میں بااثر طبقے پیش پیش ہیں نتیجہ یہ ہوا ہے کہ تقریباً پچانوے فیصد آبادی اپنے بچوں کو ان اداروں میں تعلیم دلوانے پر مجبور ہے جو بظاہر انگریزی میڈیم اسکول بھاری فیس لے کر اچھے ماحول میں تعلیم دیتے اس کے علاوہ والدین میں بھاری فیسوں کی وجہ سے احساس ذمہ داری بڑھ جاتا ہے بھر بچوں کیلئے اضافی تدریسی مدد حاصل کرنے پر خرچ ہوتا ہے یوں اس انتہائی گراں مگر دلکش تعلیمی نظام کی ساکھ مضبوط ہو رہی ہے اور ساتھ انگریزی کے غیر پیداواری استعمال کے حق میں فضا پیدا ہو رہی ہے۔(18) ملک کے ہر گلی کوچے میں انگلش میڈیم کے نام سے لاکھوں ادارے قائم ہیں لیکن ان میں بہت کم ایسے ہیں جنہیں صحیح معنوں میں ''انگلش میڈیم'' کہا جاسکے ان نام نہاد انگریزی ذریعۂ تعلیم کے اداروں کے کم تنخواہ معلمین و معلمات خود ماشاءاللہ سے انگریزی سے نابلد ہوتے ہیں تو وہ شاگردوں کو کیا خاک کوئی چیز سکھائیں گے۔انگلش میڈیم کا ڈھونگ صرف اور صرف معقول آمدنی کے حصول کا ذریعہ ہے جسے پورے زور و شور سے چلایا جا رہا ہے۔ بچوں کے والدین کو مرعوب کرنے کے لئے نصابی کتب بھی بیرون ملک سے درآمد شدہ لگائی جاتی ہیں یہ نصاب جتنے بھاری ہوتے ہیں اُتنی ہی بچوں کی صلاحیت کچلی جاتی ہیں، اس قسم کے اسکولوں کے جو بچے بورڈ کے امتحانوں میں

امتیاز حاصل کرتے ہیں انہیں انگلش میڈیم کی کامیابی کے طور پر امیر گھرانے سے ہوتے ہیں اور ان کی کامیابی کا راز انگلش میڈیم اسکول نہیں بلکہ ٹیوشن میں ہوتا ہے۔(19)ان اسکولوں کے معیار کے بارے میں خوش فہمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جن اردو یا سندھی ذریعۂ تعلیم کے سرکاری اسکولوں سے ان کا موازنہ ہوتا ہے وہ حکومت کی بے توجہی کے سبب ان بنیادی لوازم سے بھی محروم ہوتے ہیں۔جو تعلیم کے لئے از حد ضروری ہیں اس طرح انگلش میڈیم اسکول 'اندھوں میں کانا راجہ'(20) کے مصداق خواہ مخواہ برتر ہوتے ہیں۔سائنسی علوم کے علاوہ دیگر مضامین میں انگریزی ذریعۂ تعلیم کیا کام دے گی خود انگریزی کا مضمون آج کا طالبعلم اردو کی شرح کے بغیر نہیں پڑھ سکتا انگریزی زبان تفہیم سے لیکر اظہار و ابلاغ تک ہر مرحلے کیلئے طالبعلم کیلئے ایک ایسا پہاڑ بنی کھڑی ہوتی ہے جسے عبور کرنا اس کے لئے ناممکن حد تک مشکل ہوتا ہے۔پاکستان کے نظام تعلیم کا المیہ ہے کہ اس کے کرتا دھرتا انگریزی ذریعۂ تعلیم کی غلط چابی کو 'شاہ کلید' سمجھتے ہوئے اسی سے تالا کھولنے پر مصر ہیں۔کچھ عرصے قبل یہ چابی مجبوراً صحیح ہاتھ میں لی گئی تھی یعنی قومی زبان کو واحد ذریعۂ تعلیم کے طور پر اپنانے کا فیصلہ کیا تھا لیکن ابھی اردو ذریعۂ تعلیم کا قدم تھوڑا ہی آگے بڑھ پایا تھا کہ قومی زبان کی ٹانگ گھسیٹ کر زمین پر دے مارا گیا۔بعد ازاں سائنسی تعلیم کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا(21) اور حال ہی میں ہر مادری زبان کو پرائمری تعلیم کا ذریعہ بنا کر اور پہلی جماعت انگریزی کو لازمی قرار دے کر قومی زبان سے قوم کو نجات دلانے کا اقدام کر ڈالا گیا۔انگریزی کو غیر معمولی اہمیت دینے اور اسے ذریعۂ تعلیم بنانے کا جواز یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ایک ترقی یافتہ زبان ہے اور سائنس واقی علوم اسکو ذریعہ بنائے بغیر نہیں پڑھائے جا سکتے تو اس دعوے کی تردید کیلئے ایک ہی حقیقت کافی ہے آج کے ترقی یافتہ تمام ممالک سائنس و ٹیکنالوجی میں ممتاز مقام رکھتے ہیں،ان میں سے کسی ملک کی ترقی انگریزی یا کسی دوسری مغربی زبان کی مرہون منت نہیں ہے۔جس کسی نے ترقی کی ہے اپنی قومی زبان کے ذریعے کی ہے ایشیا کے ممالک میں جاپان اس کی منہ بولتی مثال ہے، لیکن ہمارے راسخ العقیدہ ماہرین تعلیم کے ایمان میں ایسی مثالوں سے ذرا خلل نہیں پڑتا۔

پاکستان میں انگریزی زبان بطور ذریعۂ تعلیم اس کے کیا محرکات ہیں

پاکستان میں انگریزی زبان بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے کے کیا محرکات ہو سکتے ہیں اور وطن عزیز کے تعلیمی عمل کے علاوہ عمومی طور پر معاشرے میں کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں اس امر کا تجزیہ حسب ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

پاکستان میں معاشرتی اور تعلیمی تاریخ کے تحقیقی مطالعے سے بدیسی زبان انگریزی بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے سے متعلق درج ذیل محرکات توجہ طلب ہیں:

1۔ انگریزی زبان کی بین الاقوامی حیثیت:

اس میں کوئی شک نہیں کہ انگریزی زبان ایک مقبول بین الاقوامی زبان ہے جس کے پیچھے رفتار زمانے کی طاقتیں ہیں جس کی وجہ سے تقریباً پچھلی ایک صدی سے یہ زبان پوری دنیا میں مقبول ہے۔ خصوصاً بعض ترقی یافتہ ممالک جیسے برطانیہ، امریکہ وغیرہ میں یہ زبان بولی جاتی ہے، صرف یہی نہیں بلکہ ان کا ذریعۂ تعلیم بھی انگریزی زبان ہے، چونکہ برطانیہ ماضی کی سپر پاور تھی جب کہ امریکہ موجودہ سپر پاور ہے اس نسبت سے انگریزی زبان کی ترقی و ترویج میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ اسی بناء پر ہمارے ہاں بھی یہ سوچ کر کہ اسی زبان میں ہی لٹریچر پڑھنے کو ملتا ہے اور یہ بین الاقوامی رابطے کی زبان بھی ہے اس وجہ سے اسے بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کیا گیا ہے۔

2۔ غلامانہ ذہنیت کی کارفرمائی:

پاکستان میں انگریزی زبان کو بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے کا دوسرا بڑا محرک ہمارے ارباب اقتدار واختیار اور ماہرین تعلیم کی غلامانہ ذہنیت ہے، چونکہ برصغیر میں طویل عرصہ برطانوی نوآبادیاتی نظام کے تحت رہا اور اس نظام کے تحت برطانیہ نے برصغیر کی تہذیب و ثقافت کو مٹانے اور انگریزی ثقافت کو غلبہ فراہم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، بدقسمتی سے آزادی کے بعد پاکستان میں غلامانہ ذہنیت کے حامل لوگوں کے ہاتھوں نوزائیدہ مملکت کے نظاموں کی تشکیل کا بیڑہ آیا انھوں نے آئین کی تشکیل سے لیکر تعلیمی پالیسیوں اور نصاب اور ذریعۂ تعلیم تک انگریزوں کے چھوڑے ہوئے تعلیمی ورثے کو من و تن نہ صرف قبول کیا جائے تاکہ جاری و ساری بھی رکھا، اس سے بڑی بدقسمتی یہ ہوئی کہ ستر سال گزرنے تک کسی بھی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ بدیسی زبان انگریزی کی جگہ قومی زبان اردو کو ترجیح دیکر قومی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنایا جائے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ماہرین تعلیم و ارباب اختیار کا یہ موقف سامنے آتا رہا ہے کہ ملک میں تعلیمی و معاشرتی ترقی کیلئے انگریزی زبان کا استعمال ناگزیر ہے۔

3۔ مغربی طرز معاشرت کی اندھی تقلید کی روش:

پاکستان میں انگریزی زبان بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے کا ایک اہم محرک ہمارے معاشرے میں مغربی طرز معاشرت کی اندھی تقلید کی روش ہے۔ خصوصاً ہمارے یہاں جو اپر کلاس طبقہ ہے وہ اپنی معاشرتی زندگی میں مکمل طور پر مغربی طرز معاشرت میں رنگا ہوا نظر آتا ہے۔ رہن سہن، لباس اور اقدار کی پیروی ہی نہیں بلکہ بول چال میں بھی انگریزی زبان اختیار کرکے معاشرے کے دوسرے طبقات سے ممیز ہونے کی کوشش کرتا ہے اور مڈل کلاس طبقے ہیں بھی اکثر یہی اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں، اس صورتحال نے ملک میں تینوں طبقات کے الگ الگ تعلیمی ادارے فروغ دیئے۔ خصوصاً اپر کلاس طبقے کے

لئے قائم اداروں میں انگریزی ذریعۂ تعلیم کو ناگزیر خیال کر کے اپنایا گیا۔ نتیجتاً نچلے اور درمیانے طبقے کیلئے قائم اسکولوں میں بھی انگریزی میڈیم کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔

4۔ مغربی طرزِ تعلیم کا رواج:

پاکستان میں انگریزی زبان اختیار کرنے کا ایک اہم ترین محرک شروع دن سے پاکستان میں مغربی طرزِ تعلیم کا رواج رہا ہے۔ ہماری تعلیم کے پیچھے ہمیشہ نظریہ پاکستان کے بجائے مغربی نظریات کار فرما رہے، لہذا اپنی نوعیت اہمیت اور مقاصد کے لحاظ سے ہماری تعلیم سو فیصد مغربی طرزِ تعلیم کے سانچے میں ڈھلتی رہی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری تعلیم میں ہر دور میں نظریاتی کمزوریاں ہیں محسوس ہوئیں اور یہ قومی اہداف و مقاصد کے حصول میں ناکام ثابت ہوتی رہی۔

5۔ نظریہ پاکستان سے دوری:

پاکستان میں بدیسی زبان انگریزی بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے کا ایک اور محرک وطن عزیز میں ہر شعبہ زندگی کا نظریہ پاکستان سے دوری اختیار کرنے کی عملی روش ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ قیام پاکستان کی بنیاد نظریہ پاکستان بنا تھا۔ اس نظریئے کی بنیاد پر مسلمانانِ ہندوستان نے بیسویں صدی کی آزادی کی تحریک چلا کر قیام پاکستان کو ممکن بنایا۔ لیکن قیام کے بعد اس کے نظریئے کو معاشرے کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کی بنیاد بنانے کے بجائے انگریزوں کے چھوڑے ہوئے نظریاتی ورثے کو ترجیح دیکر تعلیم کے ساتھ ساتھ تمام نظام ہائے زندگی کی تشکیل ہوئی۔ اس طرح تشکیل و تعمیر پاکستان کی عمارت کا پہلا پتھر ہی غلط رکھ دیا گیا اور یہ روش آج تک جاری و ساری ہے۔ انگریزوں کے چھوڑے ہوئے اقدار و زبان ہماری تمدنی زندگی کا آج بھی حصہ ہے۔

6۔ پاکستانی سماجی و ثقافتی اقدار سے بددلی:

پاکستان میں انگریزی زبان کو اہمیت دینے کا ایک محرک یہ بھی ہے کہ لسانی و ثقافتی کشمکش کی وجہ سے لوگ پاکستانی ثقافتی و سماجی اقدار سے بددل دکھائی دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مغربی اقدار کو اپنا کر خود کو ماڈرن تصور کرتے ہیں۔ تعلیم میں بھی یہی صورتحال جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔ بعض حکومتی اور پرائیوٹ تعلیمی ادارے قومی اقدار سے بددل ہو کر مغربی ثقافتی اقدار و عوامل اختیار کر کے اپنے اداروں کی تعلیم کیلئے موزوں خیال کرتے ہیں۔ خصوصاً انگریزی ذریعۂ تعلیم اختیار کر کے لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں۔

7۔ معاشرے میں موجود لسانی کشمکش:

پاکستان میں بدیسی زبان انگریزی بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے کا ایک اور اہم محرک ہمارے

معاشرے میں موجود لسانی و ثقافتی کشمکش بھی ہے۔ پاکستان میں مختلف صوبوں میں الگ الگ زبانیں بولی جاتیں ہیں اور ہر صوبے کے لوگ اپنے لسانی اجزاء و عوامل کو فوقیت بھی دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے قومیتی عوامل و اجزاء صرف نظر دکھائی دیتے ہیں۔ اس لسانی و ثقافتی تصادم و کشاکش کی موجودہ صورتحال نے وطن عزیز کو ناقابل تلافی نقصان پہچائے ہیں۔ اسی وجہ سے بدیسی زبان انگریزی کو بطور ذریعۂ تعلیم ترجیح دی جارہی ہے۔

8۔ مغربی ثقافتی یلغار:

ہمارے ملک و قوم کی بدقسمتی یہ رہی ہے کہ ہم ایک آفاقی نے ملی قومی نظریہ رکھنے کے باوجود ہمیشہ مغربی نظریات سے متاثر رہے ہیں، ویسے بھی ہم برصغیر کے لوگ ایک طویل عرصہ برطانوی سامراج کے زیر تسلط رہ کر ان کے نظریہ حیات کے تحت تجربے کر چکے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بھی یہ صورتحال جوں کی توں رہی۔ مغربی نظریات کی ترویج اور ان میں قبولیت عام کو ہمارے معاشرے میں جدیدیت و ترقی پسندی کا نام دے دیا گیا، اور یہ صورتحال آج بھی جاری ہے۔ خصوصاً انگریزی زبان بولنے اور لکھنے والوں سے معاشرے کے عام لوگوں کی مرغوبیت ہمارے معاشرے کا ایک ٹرینڈ بن چکی ہے۔ اسی وجہ سے اکثر حکومتی و نجی تعلیمی ادارے ایک بے مثال قومی زبان رکھنے کے باوجود بدیسی زبان کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔

9۔ ہندوستانی ثقافت کا غلبہ:

ہمارے معاشرے میں اپنے قومی و ثقافتی نمونے وقت کے ساتھ ساتھ محروم ہو رہے ہیں۔ اس کے برعکس دن بدن بدیسی ثقافت کا غلبہ ہو رہا ہے۔ خصوصاً ہندوستان کی ثقافت اور مغرب کی ثقافت سے ہمارے لوگ کچھ زیادہ ہی متاثر دکھائی دیتے ہیں۔ چونکہ زبان بھی ثقافت کا ایک اہم عامل ہے لہٰذا نہ صرف حکومتی سطح پر اسکو ذریعہ تعلیم اختیار کیا گیا ہے بلکہ معاشرے کے تمام پڑھے لکھے خواتین و حضرات بھی انگریزی لکھنے اور بولنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس صورتحال نے ہمارے معاشرے میں طبقہ واریت کے ساتھ قومی ثقافت سے دوری کے رجحانات کو فروغ دیا ہے۔

10۔ مغربیت کو جدیدیت سمجھنے کی روش:

پاکستان میں انگریزی زبان کو بطور ذریعہ تعلیم اختیار کرنے کا ایک اہم محرک ہمارے ہاں عام طور پر مغربیت کو جدیدیت سمجھنے کی روش ہے اسی رویئے نے حکومتی اور عوامی سطح پر انگریزی زبان کو بطور ذریعہ تعلیم مقبول عام بنادیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پورے ملک کے گلی کوچوں میں خصوصاً پرائیویٹ سیکٹر

میں انگریزی زبان کا بورڈ لگا کر لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے۔ یہاں اچھی تعلیم تو نہیں دی جاتی ہے۔ بلکہ بچوں سے انگلش میڈیم کے نام پر بھاری فیس لے کر خوب منافع کمایا جارہا ہے۔

پاکستان میں انگریزی زبان بطور ذریعہ تعلیم اس کے اثرات:

پاکستان میں بدیسی زبان انگریزی بطور ذریعہ تعلیم اختیار کرنے سے بالخصوص تعلیم میں اور بالعموم معاشرے میں جو اثرات مرتب ہورہے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

1۔ قومی یکجہتی پر ضرب:

بدیسی زبان کو قومی زبان کے مقابلے میں ترجیح دے کر اسے ذریعہ تعلیم بنانے کا سب سے برا اثر ہماری قومی یکجہتی پر پڑا ہے کیونکہ کسی بھی ملک و معاشرے میں قومی یکجہتی کا سب سے اہم عامل قومی زبان خیال ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ارباب اقتدار نے شروع دن سے اس صورتحال سے آگاہی کے باوجود قومی زبان اردو کے مقابلے میں انگریزی کو ترجیح دے کر اسے نہ صرف ذریعہ تعلیم بنایا بلکہ دفتری زبان کا بھی درجہ دے کر از خود قومی یکجہتی پر ضرب کاری لگادی ترقی یافتہ ممالک کی مثال سامنے ہے انہوں نے نہ صرف اپنی قومی زبان کو ذریعہ تعلیم بنا رکھا ہے بلکہ دفتری زبان بھی ان کی قومی زبان ہے۔

2۔ قیام پاکستان کے مقاصد پر اثر:

کسی بھی ملک میں قومی مقاصد کے حصول کے تحت تمام نظام ہائے زندگی تشکیل دیئے جاتے ہیں اور تعلیم کے وسیلے سے انہیں حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس تناظر میں جب ہم پاکستان کے قومی مقاصد کا جائزہ لیتے ہیں اور یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا ہماری مروجہ تعلیم ان مقاصد کے حصول میں کامیاب ہوئی ہے تو اس کا جواب نہیں میں آتا ہے۔ کیونکہ قیام پاکستان کے بعد کسی بھی دور میں وطن عزیز کے مقاصد کی جب تشریح کی بات آئی ہے۔ تو وہاں اسلام اور اردو دو اہم عاملین کے طور پر ان مقاصد کی بنیاد نظر آتے ہیں۔ بدقسمتی سے وطن عزیز کے قیام کے بعد سے اب تک ارباب اقتدار نے انہیں دو عاملین کو سب سے زیادہ نظر انداز کرر کھا ہے۔ خصوصاً قومی زبان اردو کو نظر انداز کر کے اس کی جگہ بدیسی زبان انگریزی کو دی ہوئی ہے تعلیم کا ذریعہ بھی ہے یہ اور دفتری زبان بھی ہے جس کی بناء پہ قیام پاکستان کے مقاصد پر صزب کاری پڑ رہی ہے۔

3۔ معاشرے کا چلن رخ پہ معزب:

انگریزی زبان کو ذریعۂ تعلیم اور دفتری زبان بنا کر قومی زبان کے مقابلے میں اسے اہمیت دینے کا

ہمارے معاشرے پر یہ اثر ہوا ہے کہ مغربی طرزِ زندگی اور طرزِ ثقافت کی تقلید ہمارے لئے فخر کی بات ہو گئی ہے۔ خصوصاً انگریزی زبان کو بنیاد بنا کر معاشرے میں طرح طرح کے تعلیمی ادارے نفع کمانے کے رجحان کے تحت قائم ہیں، جن کے پیشِ نظر کبھی بھی قومی مقاصد اور قومی ثقافتی ورثے کی نئی نسلوں تک منتقلی مقصود نہیں رہی جس کی وجہ سے معاشرتی طرزِ زندگی کے طور اطوار ہمارے معاشرے کے افراد کے کردار کا جزو بنے اور ہمارے افراد کو اس پر ماڈرن ہونے کا عزور بھی ہو رہا ہے۔ جو ایک اسلامی معاشرے کیلئے کسی بھی لحاظ سے زیرِ حلاحل اور تباہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

4۔ اسلامی ریاست کے تشخیص پر کاری وار:

پاکستان نظریہ پاکستان کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا اور نظریہ پاکستان دو قومی نظریہ کا پرتو ہے اور دو قومی نظریہ، نظریہ اسلام کی بنیاد پر استوار ہوا ہے، اس طرح اسلامی نظریہ حیات کی بنیاد پر نئی مملکت خدا داد پاکستان وجود میں آئی اور اس ریاست کے قیام میں اسلامی نظریئے کے ساتھ ساتھ برصغیر میں بولی جانیوالی زبان اردو نے بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے ریاست کے قیام سے لیکر اب تک وطن عزیز میں ان دونوں عاملین کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا۔ ان میں کچھ تو حکومتی کوتائیاں ہیں اور کچھ دشمنوں کی سازشیں بھی۔ غرض کہ قومی زبان اردو نے برصغیر پاک وہند میں مسلم قومیت کی تشکیل اور مسلم ریاست کے قیام میں اہم ترین کردار ادا کیا تھا۔ وہ زبان قیام کے بعد اربابِ اقتدار کیلئے اہمیت کی حاصل نہیں رہی اس کے برعکس بدیسی زبان کو سینے سے لگا کر نئی ریاست کی تعلیم کی ترویج اور کاروبار سلطنت کو چلانے کیلئے بروئے کار لائی گئی۔ جس کی وجہ سے پاکستان بطور اسلامی ریاست اس کے تشخیص پر ضرب پڑی اور ہماری ثقافتی مثالیات مجروح ہوئی۔

5۔ قومی زبان اردو کی اہمیت نظر انداز:

پاکستان میں انگریزی بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے سے سب سے زیادہ قومی زبان اردو پر اثرات مرتب ہوئے۔ ترقی یافتہ اقوام کی ترقی کا راز جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا اپنی قومی زبان کو ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے میں مضمر نظر آتا ہے، لیکن ہمارے یہاں اس کے برعکس سوچ پروان چڑھتی رہی ہے کہ انگریزی زبان کو بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کر کے ہی ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوا جا سکتا ہے۔ اس صورتحال نے قومی زبان کی اہمیت کو گھٹا دیا ہے۔ اسی لئے قومی زبان نہ تو مکمل طور پر ذریعۂ تعلیم بن سکی اور نہ ہی اسے دفتری زبان کا درجہ ملا ہے، اسکے برعکس انگریزی کو ذریعۂ تعلیم کا درجہ بھی ملا ہے اور دفتری زبان کی حیثیت بھی۔ جس کی وجہ سے ہماری قومی زندگی میں کئی قومی مسائل پیدا ہوئے ہیں۔

6۔ مغربی طرز تعلیم کا فروغ:

بدیسی زبان انگریزی کو بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے سے ہماری تعلیم اور معاشرے میں جو سب سے بُرا اثر مرتب ہوا ہے وہ یہ کہ وطن عزیز میں مغربی طرز تعلیم کو فروغ ملتا رہا ہے۔ اس طرز تعلیم نے نہ صرف معاشرے میں لاتعداد مسائل اور بگاڑ پیدا کر دیئے ہیں بلکہ ہماری نوجوان نسلوں کو نظریہ پاکستان اور اسلامی سماجی اقدار سے کوسوں دور بھی کر دیا ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں جو تضادات اور کشاکش نظر آتی ہے۔ یہ مغربی طرز تعلیم ہی کی بدولت ہے۔

7۔ معاشرے میں عدم توازن اور لسانی کشمکش:

کسی بھی معاشرے میں قومی زبان رابطے کی زبان ہونے کی وجہ سے معاشرے کے افراد میں بھائی چارہ اور استحکام کیلئے پل کا کردار ادا کرتی ہے۔ لیکن ہمارے یہاں انگریزی زبان کو ذریعۂ تعلیم اور دفتری زبان اختیار کر کے ازخود ارباب اقتدار نے اپنے لئے اور قوم کیلئے مشکلات پیدا کر رکھی ہیں، بدیسی زبان کو اہمیت دینے کی بنا پر معاشرے میں طبقہ واریت کو فروغ مل رکے ہے اور مختلف طبقات کے درمیان عدم توازن بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ خصوصاً لسانی کشمکش کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلا چل رہا ہے، یہ لسانی کشمکش انگریزی اور اردو کے درمیان کبھی اردو اور علاقائی زبانوں کے درمیان چلتی رہی ہے جس نے افراد معاشرہ کو تقسیم کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے پاکستان کی قومی وحدت پر ضرب کاری پڑ رہی ہے۔

8۔ معاشرے میں طبقاتی میلانات کا فروغ:

پاکستان میں انگریزی زبان کو بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے کا اثر یہ بھی ہے کہ اس سے نہ صرف تعلیم میں بلکہ عمومی لحاظ سے معاشرے میں بھی طبقاتی میلانات کو بھی فروغ ملتا رہا ہے، تعلیم میں انگلش میڈیم کیپری،ہینسو اور سرکاری اسکول اس کی واضح مثال نظر آتے ہیں، دوسری طرف معاشرے میں ادنی طبقہ، درمیان طبقہ اور اعلیٰ طبقہ تینوں ہی اردو زبان کو نظرانداز کرنے اور انگریزی زبان کو اہمیت دینے کی وجہ سے نظر آتے ہیں۔

9۔ قومی وحدت کا عدم فروغ:

کسی بھی ملک و معاشرے میں قومی وحدت اور یکجہتی اور استحکام میں تین عاملین اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مذہب، نظریہ حیات اور قومی زبان بد قسمتی سے پاکستان میں نظریہ حیات اور قومی زبان کو شروع دن سے ہی قومی سطح پر نظرانداز ی کا سامنا رہا ہے۔ اس وجہ سے پاکستان کی قومی وحدت ستر سال گزرنے کے بعد بھی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر نہیں ہو سکی۔ بنیادی وجہ بدیسی زبان انگریزی کو بطور ذریعۂ

تعلیم اختیار کرنے اور اسے دفتری زبان کا درجہ دینا ہے۔

10۔ قومی ثقافت صرف نظر:

بدیسی زبان انگریزی کو بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے کا سب سے زیادہ اثر ہماری تہذیب، ثقافت و تمدن پر ہوا ہے، ثقافت در حقیقت کسی قوم کی پختہ عادات، روایات، زبان سماجی رسوم ورواجات، اقدار، معاشرتی معاملات میں روحانی، عملی اور فنی معاملات کا نام ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے اور اس منتقلی میں قومی زبان ہی میں کردار سرانجام دیتی ہیں، لیکن ہماری قوم نے انگریزی زبان کو بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کر کے قومی ثقافت کے ارتقاء کو انحطاط پذیر کر رکھا ہے۔

حوالہ جات:

1. ڈاکٹر ابوبونیر صدیقی 'پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ: پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ 'ایڈیٹر مسلم سجاد/ سلیم منصور، اسلام آباد انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔1990۔ ص۔63۔
2. Fishman, J.A. Ferguson, C.A, Das Gupta, J.D.(Eds)"Language Problems of Developing Nations", New York: Wiley 1968. P 184.
3. Malik, F.J, "The Teaching of English in Pakistan" :A Study in Teacher Education, Lahore: Vanguard Books.1996 P.211
4. شیخ خلیل الرحمن رحمانی 'قومی زبان پاکستان اور یکجہتی: پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ 'ایڈیٹرز مسلم سجاد/ سلیم منصور ،اسلام آباد انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔1990۔ ص، ص52,59
5. Fazeel, A "The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan" Karachi: Pakistan Law House. 1997. P.P.276-298.
6. Government of Pakistan "New Education Policy 1978" Islamabad: Ministry of Education. 1978. P.P. 10-78.
7. Haque, A.R. "The Position and Status of English in Pakistan" World Language English, Vol.2, No.1, 1983. P.42.
8. پروفیسر محمد اسمعیل بھٹی 'انگریزی ذریعۂ تعلیم کے مضمرات: پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ' ایڈیٹرز مسلم سجاد/ سلیم منصور، اسلام آباد انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز1990۔ ص۔ ص۔155-166۔
9. ڈاکٹر محمد ابراہیم خالد 'انگریزی ذریعۂ تعلیم اور پاکستان: پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ' ایڈیٹرز مسلم سجاد/ سلیم منصور، اسلام آباد انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز1990۔ ص۔ ص۔141-154۔
10. نعیم صدیقی 'انگریزی زبان کی بالادستی: جمہوریت کے نام پر: پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ' ایڈیٹرز مسلم سجاد/ سلیم منصور، اسلام آباد انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز1990۔ ص۔ ص۔167-172۔
11. ڈاکٹر انعام الحق کوثر 'قومی زبان اور یکجہتی کا مسئلہ: پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ' ایڈیٹرز مسلم سجاد/ سلیم منصور ،اسلام آباد انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز1990۔ ص۔ ص۔77-84۔
12. پروفیسر خورشید احمد 'پاکستان میں ذریعۂ تعلیم اردو، انگریزی یا مادری زبان: پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ' ایڈیٹرز مسلم سجاد/ سلیم منصور، اسلام آباد انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز1990۔ ص۔ ص۔17-18۔

13. ڈاکٹر طاہر تونسوی 'اردو بطور ذریعۂ تعلیم اور اس میں اہلیت پیدا کرنے کے طریقہ ہائے کار: اردو بطور ذریعۂ تعلیم'
ایڈیٹر سید روح الامین، لاہور. بیکن بکس 2006۔ ص۔ ص۔166-167۔
14. ڈاکٹر محمد صادق 'ہمارے نظام تعلیم میں انگریزی کا مقام: اردو بطور ذریعۂ تعلیم' لاہور. بیکن بکس 2006۔ ص۔111۔
15. ڈاکٹر محمد صادق 'ہمارے نظام تعلیم میں انگریزی کا مقام: اردو بطور ذریعہ تعلیم' لاہور. بیکن بکس 2006۔ ص۔107-108۔
16. ڈاکٹر محمد اشرف خرم 'اردو بطور ذریعۂ تعلیم اس کے افادی پہلو: قومی نظام تعلیم مسائل اور حل' کراچی اردو اکیڈمی
سندھ 1998۔ ص۔ ص۔71-72۔
17. ڈاکٹر خان۔ اے رحمان 'اردو میں سائنسی تدریس: اردو بطور ذریعۂ تعلیم' ایڈیٹر سید روح الامین، لاہور. بیکن بکس
2006۔ ص۔ ص۔114-121۔
18. Biswas, G "Language Policy in South Asia" in Mansoor, Meraj & Tahir (Eds), Language Policy, Planning & Practise: A South Asian Perspective" Karachi: The Aga Khan University and Oxford Press-2003. P.P. 304-342.
19. Cummins, J. "Linguistic Interdependence & Educational Development of Children": Review of Education Research" Vol.49, 222-51-1997. P.140.
20. Fishman, J.A, Cooper R.L, & Conrad, A.W. "The Spread of English: Sociology of English an Additional Language" Rowley, M.A: Newburg House.1979. P.174.
21. Sabina Mansoor, "Language Planning in Higher Education, A Case Study of Pakistan" Karachi. Oxford University Press. 2005.P.P.19-72